اسلامی ریاست کے بین الاقوامی تعلقات کی ترجیحات

(International Relations Priorities of an Islamic State)

Dr. Muhammad Sher Rabana [1]
Dr. Muhammad Nawaz [2]

Abstract:
Islam is the religion of nature and the religion of security and peace, which has united humanity on the basis of a particular belief and ideology without discrimination of color, race and region. This is where the rule of law, provision of justice and equality. It prefers goodwill and the purity of culture and civilization. In international relations, peace and happiness of humanity is also its first priority. The Islamic state builds equal relations with the world and the non-Muslims living in the same state and unites the world with the same ideology. It ensures to live a safe and peaceful life. The basis of living together is built on the same Islamic ideology and principles of faith. Under this principle, the establishment of the system of life is accepted. The foundation of nations is based on this Islamic principle. Under this theory, the Islamic state establishes relation with other countries. In this way, the Islamic state follows the principles of mercy and human dignity to Muslims and non-Muslims within the country. Besides this, Islam has provided even the principles of war, on the basis of which a distinction is made between a man of war and a man of peace. Islam has also given a code of conduct for the warrior and the prisoner. It has also given rules and regulations for dealing with the defeated nations. It teaches manners even to a barbarian man who considers everything to be permissible during war. The Islamic state, not only emphasizes brotherhood, equality, justice and peace within the country, but also wants the same for the whole world. In this article, we have discussed the priorities of the international relations of the Islamic state. It concludes that Islam establishes international relations on a human basis.

Keywords: *Islamic state, international relations, equality, peace, humanity*

دین اسلام ایک معتدل اور جامع نظام حیات ہے جس کے پیش نظر انسانیت کی فلاح، خوشحالی، امن اور بلا تفریق رنگ ونسل عدل وانصاف کی فراہمی ہے۔اس نے اپنی جمعیت کی بنیاد رنگ، نسل اور وطن پر نہیں رکھی بلکہ ایک آفاقی نظریہ عطافرمایا جس کے تحت ہر رنگ، نسل، قوم

[1]. PhD Islamic Studies, Department of Arabic and Islamic Studies, University of Sargodha, Pakistan
msherrabana@gmail.com
[2]. Visiting Lecturer, International Islamic University, Islamabad
muhammad.nawaz.vt6999@iiui.edu.pk

و قبیلہ اور ملک کے لوگوں کو ایک ملت کی لڑی میں پرو دیا اور ہر قسم کی عصبیتوں کا قلعہ قمع کر دیا۔ اسلام چونکہ دین فطرت ہے اور انسانیت کی بقاء کے تقاضوں سے خوب واقف ہے کہ انسان اپنی زندگی کی بقاء کے لیے دوسروں کا محتاج ہے اس لیے کہ یہ مدنی الطبع ہے تو معاشرہ کے قیام کے لیے دین اسلام نے مساوات، امانت، دیانت اور عدل و انصاف کے اصول و ضوابط عطا کیے ہیں۔ ایسے ہی ممالک کے درمیان تعلقات کے اصول و ضوابط کو بھی اسلام نے بیان فرمایا ہے جن کو خارجہ پالیسی کا نام دیا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست ملک کے اندر اور باہر مسلمانوں اور غیر مسلموں سے یکساں رحم اور انسانی عظمت کے اصولوں پر عمل کرتی ہے تو دیگر ممالک کے ساتھ بھی انہی اصولوں پر تعلقات استوار کرتی ہے۔ امن کے ساتھ ساتھ اسلام نے حالت جنگ کے بھی اصول مہیا کیے ہیں۔ جنگ جو اور قیدی کے لئے بھی اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے ضابطہ اخلاق واضح طور پر عطا کیا ہے۔ خاص کر شکست خوردہ قوموں کے ساتھ پیش آنے کے بھی اصول و ضوابط جو اسلام نے عطا کیے ہیں، پوری دنیا میں امتیازی حیثیت کے حامل ہیں۔ وہ ایک درندہ صفت انسان جو دوران جنگ ہر قسم کی درندگی کو جائز سمجھتا ہے، کو بھی آداب سکھاتا ہے۔ اسلامی ریاست پوری دنیا پر اسی نظام مساوات، عدل و انصاف اور امن کے قیام کی خواہاں ہے۔ یقیناً دین اسلام کے عدل و انصاف، مساوات، بھائی چارے، امن اور جنگ کے اصول و ضوابط ہی کائنات میں انسانیت کی فوز و فلاح کے ضامن ہیں۔ اس آرٹیکل میں موجودہ حالات کے تناظر میں قرآن و حدیث اور سیرت رسول کریم ﷺ سے ایک اسلامی ریاست کے دیگر ممالک کے ساتھ تعلقات کی ترجیحات سے متعلق راہنمائی لینا مقصود ہے تاکہ اسلامی ریاستیں اپنی خارجہ پالیسی کی ترجیحات اسلامی اصولوں کے مطابق استوار کر سکیں۔ نیز بین الاقوامی سطح پر عدم مساوات اور عدل و انصاف کی کمی کی نشاندہی کرنا مطلوب ہے۔

۱۔ بین الاقوامی تعلقات:

جس طرح افراد کے ایک دوسرے سے مل جل کر رہنے سے ایک معاشرہ تشکیل پاتا ہے اور کوئی بھی فرد تنہا ایک کامیاب زندگی بسر نہیں کر سکتا اسی طرح ممالک کے درمیان بھی ایک معاشرہ تشکیل پاتا ہے کوئی بھی ریاست تنہا اپنے ملکی نظم و نسق کو نہیں چلا سکتی بلکہ دیگر ممالک کے ساتھ تعلقات اور تعاون کی محتاج ہوتی ہے مختلف ممالک کے درمیان یہ تعلقات جن اصولوں کی بنیاد پر استوار ہوتے ہیں وہ اصول کسی بھی ملک کی خارجہ پالیسی یا خارجہ تعلقات کی ترجیحات کہلاتے ہیں پھر یہ ترجیحات ہر ریاست کی نوعیت کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں۔

۲۔ اسلامی مملکت اور خارجہ تعلقات کی ترجیحات:

ایک اسلامی ریاست کے بین الاقوامی تعلقات کی ترجیحات یقیناً وہی ہیں جو قرآن اور اسوہ نبوی ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے مدینہ کی اسلامی ریاست کے قیام میں پیش فرمائیں ہیں جن کے معنی خیز اور مثبت اثرات مسلم ہیں۔ اس پہلی اسلامی ریاست میں آپ ﷺ کے مثالی طرز حکمرانی نے داخلی و خارجی سطح پر بکھرے یثرب کو دنیا کی بہترین اسلامی فلاحی ریاست "مدینہ طیبہ" میں تبدیل کر دیا۔ موجودہ دور میں مسلم ممالک کو بین الاقوامی سطح پر ان حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے جو ایک ریاست کے بین الاقوامی سطح پر مسلم ہیں۔ اس ضمن میں قرآن و حدیث اور سیرت رسول کریم ﷺ سے رہنمائی لینے کی ضرورت ہے تاکہ مسلم ریاستیں بین الاقوامی تعلقات کی ترجیحات کا بہتر انداز میں تعین کر سکیں اور آزادانہ طور پر بین الاقوامی سطح پر اپنے مسلمہ حقوق حاصل کر سکیں۔ یقیناً خارجہ امور سے متعلق اس ریاست کی پالیسی ان

آفاقی قواعد وضوابط اور اصولوں پر مبنی تھی جو کسی بھی منظم اور مہذب ریاست کے ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے دوسری ریاستوں کے ساتھ تعلقات یعنی خارجہ پالیسی کی بنیاد ایک نظریہ پر رکھی جس کی بنیاد پر ایسا اسلامی بین انٹرنیشنل لاء وجود میں آیا جس کے مثبت اثرات اقوام عالم پر بھی پڑے۔ جن قرآنی اصولوں کے تحت حضور نبی اکرم ﷺ نے دوسری ریاستوں کے ساتھ تعلقات استوار فرمائے اور اپنے عمل سے قرآنِ کریم کے اصولوں کی توضیح و تشریح فرمائی ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں جن کو خارجہ پالیسی کا نام دیا جاسکتا ہے۔

الف۔ امانت ودیانت

اسلام ایک جامع نظام حیات ہے جملہ امور میں بلا تفریق رنگ، نسل، وطن اور قوم ومذہب دیانتداری صرف حکم ہی نہیں دیتا بلکہ عملی نمونہ نبی کریم ﷺ کی سیرت اور آپ ﷺ کے صحابہ کی بے مثال زندگی کو پیش کرتا ہے۔ لہذا دین اسلام جملہ معاملات زندگی میں دیانت داری کا متقاضی ہے۔ اسلام حالت امن ہو یا حالت جنگ سب کے لئے بھرپور رہنمائی فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلاَ تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلاً بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ"[3]

یعنی اپنی قسم کو اپنے درمیان دھوکا دہی کا وسیلہ نہ بناؤ ورنہ جادہ حق سے پھسل جائے گا (لوگوں کا) قدم، اس پر جم جانے کے بعد اور تمہیں چکھنا پڑے گا اس کا برا نتیجہ کہ تم نے اپنی عہد شکنی اور فریب کاری کے باعث لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روک دیا اور تمہارے بڑا دردناک عذاب ہوگا۔

ب۔ وفاداریِ عہد وپیمان

حالت امن ہو یا حالت جنگ عہد وپیمان کی پاسداری بھی اسلام کا طرہ امتیاز ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ"[4]

یعنی جب تک وہ تمہارے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کا لحاظ کریں تم بھی ان کے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کی پاس داری کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے۔

مزید اس ضمن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"أَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلاَ تَنقُضُوا الأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلاً إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَO"[5]

3۔ النحل، ۱۶: ۹۴

Al-Nahal, 16:94

4۔ التوبۃ، ۹: ۷

Al-Toubah, 9:7

5۔ النحل، ۱۶: ۹۱

Al-Nahal, 16:91

یعنی تم اللہ کے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کو پورا کرو وجب تم وعدہ کر کرو اور قسمیں پختہ کر لینے کے بعد انہیں مت توڑو حالانکہ تم اللہ کو اپنا ذمہ دار بنا چکے ہو بلاشبہ، اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

عدل وانصاف

زندگی کے تمام شعبوں خواہ معاشرتی ہوں، سماجی اور سیاسی ہوں میں عدل وانصاف کو ہی پروان چڑھاتا ہے حتیٰ کہ دوستی ودشمنی بھی انصاف کرنے میں اسلام کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ چنانچہ ارشاد پاک ہے:

"وَلاَ يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنْ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلاَ تَعَاوَنُوا عَلَى الإِثْمِوَالْعُدْوَانِ۔وَ اتَّقُواللهَ، إِنَّ، اللَّهَ، شَدِيدُالْعِقَابِ"[6].

یعنی تمہیں کسی قوم کی مخالفت اس بات پر ہرگز نہ برانگیختہ کرے کہ تم زیادتی کرو اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو، برائی اور سرکشی کے معاملہ میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اللہ تعالی سے ڈرو بے شک اللہ تعالی سخت عذاب دینے والا ہے۔

صلح جوئی

اسلام صلح کو جنگ پر ترجیح دیتا ہے اور معاشرہ کو امن اور صلح جوئی کی طرف راغب کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

"وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ"[7]

یعنی کہ اگر وہ صلح کی طرف مائل ہوں تو آپ بھی مائل ہو جائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ بے شک وہی خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔

رواداری

رواداری بھی اسلام کا خاصہ ہے۔ اسلام معاشرہ میں رہنے والے ہر فرد کو اس کے جائز حقوق عطا کرتا ہے۔ چنانچہ فرمان ذیشان ہے:

"لاَ تُفْسِدُوا فِي الأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاَحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنْ الْمُحْسِنِينَ"[8]

یعنی زمین کے سنور جانے کے بعد اس میں فتنہ وفساد نہ پھیلاؤ اور اللہ تعالی کو امید وخوف سے پکارو بے شک اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔

مظلوم کی دادرسی

اسلام معاشرہ میں موجود کمزور اور مظلوم ومقہور لوگوں کی بلا تفریق رنگ، نسل اور مذہب دادرسی کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

---

[6]۔المائدۃ،۵:۲

Al-Māyedah, 5:2

[7]۔الانفال،۸:۶۱

Al-Anfāl, 8:61

[8]۔الاعراف،۷:۵۶

Al-Ā'rāf, 7:56

"وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِوَالْوِلْدَانِ"[9]

یہ کہ کیا ہو گیا تمہیں ہے کہ تم اللہ کی راہ میں لڑائی نہیں کرتے حالانکہ کمزور مرد، عورتیں اور بچے پکارتے ہیں۔

داعیِ امن

اسلام امن کا فروغ اور فتنہ وفساد کے خاتمہ کا داعی ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

"وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّهِ فَإِنِ انتَهَوْا فَلاَ عُدْوَانَ إِلاَّ عَلَى الظَّالِمِينَ"[10].

یعنی ان سے لڑتے رہو حتیٰ کہ فتنہ وفساد نہ رہے اور دین خالص اللہ تعالی کے لیے ہو جائے پھر اگر وہ باز آجائیں تو ظالموں کے سوائے کسی پر زیادتی جائز نہیں ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے درج بالا قرآنی آیات کی روشنی میں ریاست مدینہ طیبہ کے لیے بین الاقوامی تعلقات کو مرتب فرمایا جس میں دورِ جدید کے اسلامی ممالک کے لئے بہترین رہنمائی موجود ہے۔ مسلم ریاستیں قرآنِ مجید کے ان بنیادی اصولوں کو سامنے رکھ کر اپنے خارجہ تعلقات کی ترجیحات کو مرتب کر سکتی ہیں۔

انٹر نیشنل لاء، سیرت کی روشنی میں

اسلام باوقار زندگی کے لیے پُرامن جدوجہد کو جاری رکھنے کو ترجیح دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے اقوام عالم کے ساتھ باہمی دوستی کے معاہدے کیے۔ جو غیر جانبدار اقوام کی غیر جانبداری کا احترام کیا۔ دور جدید کے عالمی ادارے انسانی بنیادوں پر جو جنگی قوانین کا متعین آج کر رہے ہیں وہ چودہ صدیاں قبل حضور ﷺ نے امت مسلمہ کو بالخصوص اور نسل انسانیت کو بالعموم عطا فرما دیئے ہیں۔ بین الاقوامی قوانین کے تقابلی جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی اقدار کا جتنا لحاظ اسلام نے رکھا ہے، اس کی مثال کسی دوسرے نظامِ قانون میں نہیں ملتی۔ جب مدینہ میں اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی تو مملکت اسلامیہ کو درپیش خطرات سے نبرد آزما ہونے کے لیے مسلمانوں کو بھی لڑائی کی اجازت دی گئی۔ تو حضور ﷺ نے لڑائی اور قتال کا بھی ایک ضابطہ اور قانون دیا کہ دشمن پر رات کے وقت حملہ نہ کیا جائے گا بلکہ صبح ہونے کا انتظار کیا جائے گا تاکہ لڑائی نہ کرنے والی عورتیں، بوڑھے اور بچوں کو ناحق قتل نہ کیا جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب کسی جگہ رات کو پہنچتے تو صبح ہونے تک ان لوگوں پر حملہ نہیں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"ان رسول الله ﷺ اتى خيبر ليلا وكان اذا اتى قوما بليل لم يغر بهم حتى يصبح۔"[11]

---

[9] ۔النساء، ۴:۷۵

An-Nisā, 4:75

[10] ۔البقرۃ، ۲:۱۹۳

Al-Baqarah, 2:193

[11] ۔بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ خیبر، ریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیہ ۱۹۹۹ء، رقم الحدیث: ۴۱۹۷، ص: ۷۱۳۔

Bukharī, Muhammad bin Ismā'īl, *Al-Jāmi Al-Sahīh*, Riyadh, Dārussalām li Nashr wa Al-Toudīh, 2nd ed. 1999, Hdith: 4197, p.713

صلح حدیبیہ و میثاق مدینہ اور بین الاقوامی تعلقات

انٹرنیشنل تعلقات میں حضور نبی اکرم ﷺ نے امن عامہ اور بین الاقوامی اتحاد کو بنیاد بنایا۔ مملکت اسلامیہ کے خارجہ تعلقات حدود اربعہ کی وسعت اور لڑائی پر پر مشتمل نہیں ہوتی۔ معاہدہ صلح حدیبیہ اس کی بہترین مثال ہے آپ ﷺ نے کڑی اور ظاہرا نا قابل برداشت شرائط مان کر صلح کر لینا ہی بہتر سمجھا۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بہترین خارجہ پالیسی آج کے مسلم ممالک کے حکمرانوں کے لئے بہترین نمونہ عمل بھی ہے۔ میثاق مدینہ نبی کریم ﷺ کی بہترین حکمت عملی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جس پر یہودی قائم نہ رہے تو معاہدہ شکنی کی پاداش میں یکے بعد دیگرے یہودیوں کے تینوں قبائل، بنوقینقاع، بنونضیر اور بنو قریظہ کو مدینہ منورہ سے جلاوطن کر دیا گیا۔ اس کے بعد انہوں نے خیبر میں رہ کر مسلمانوں کے ساتھ لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی جنگ سے پہلے قریش مکہ کے ساتھ معاہدہ کیا اور بعد میں خیبر کے یہودیوں لشکر کشی فرمائی جو کہ آپ کی سفارتی، جنگی حکمت عملی اور معاملہ فہمی کی عظیم مثال ہے۔ عبقریت محمد ﷺ میں حضور نبی کریم ﷺ کی سفارتی اور جنگی حکمت عملی کے بارے میں ہے کہ :

> "میثاق مدینہ سے آپ ﷺ کو قریش کی طرف امن وسکون حاصل ہو گیا اور خیبر میں بسنے والے یہودیوں کے ساتھ لڑائی کی طرف آپ ﷺ نے توجہ فرمائی کیونکہ وہ وہاں اسلام دشمنی کی سرگرمیوں کو پروان چڑھانے کا مرکز بنا چکے تھے۔"[12]

حضور ﷺ کے مکاتیب

آپ ﷺ نے اپنی نبوت ورسالت کے عالمگیر ہونے کی وجہ سے سینکڑوں کی تعداد میں اقوام عالم کو خطوط بھیجے تاکہ اسلام کا عالمگیر پیغام دنیا کے تمام گوشوں تک پہنچ جائے۔ ان میں سے کچھ خطوط تو اس عہد کے بادشاہوں کے نام ہیں جن میں اہلِ کتاب کے علاوہ مشرک بھی تھے اور بعض خطوط عرب کے علاقائی راجاؤں اور سردارانِ قبائل کے نام ہیں۔ کچھ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ، مسلم عمائدین اور سپہ سالاروں کو بھی تحریر کیے۔ ان دعوتی خطوط میں ان کو اللہ کی بندگی کو قبول کرنے کی دعوت دی گئی تھی اور یہ بات بھی واضح کر دی گئی کہ دعوت حق کو قبول کرنے والوں کو بالکل برابر کے حقوق کے ساتھ امتِ مسلمہ کا حصہ بنایا جائے گا۔

قبائل و مملکتوں سے تعلقات کا قیام

عالم جدید کی طرف سے بین الاقوامی تعلقات کی بنیاد کا تعین اور اس کے قواعد وضوابط کو کچھ ہی عرصہ قبل دورِ حاضر ترتیب دیا گیا ہے جبکہ اسلام نے بین الاقوامی تعلقات کے بنیادی اصول وضوابط چودہ صدیاں قبل ہی انسانیت کی فوز وفلاح اور بقاء کے لیے پیش کر دیئے تھے۔ اسلام نے بین الاقوامی تعلقات کو ٹھوس حقائق پر استوار کیا ہے جو کہ صدیوں کے تجربات اور عملی کامیابیوں کے ساتھ نمایاں اور ممتاز مقام

---

[12] ۔عباس محمود العقاد، عبقریۃ محمد، بیروت، المکتبہ العصریہ للطباعہ والنشر، ۲۰۲۰ء، ص۶۹۔

Abbās Mahmūd Al-Aqād, Abqariyah Muhammad, Beirut, Al-Maktabah Al-Asriyah li Al-Tabā'ah wa Al-Nashr, 2020AD, p.69

رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دور کی دیگر اقوام کے ساتھ جو تعلقات کا نظام جاری فرمایا آج تک دنیا بھر کے لیے مشعل راہ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اقوامِ عالم سے وفود و معاہدات کا سلسلہ شروع ہو گیا اور اس پورے سال میں اتنے وفود آئے کہ یہ سال "عام الوفود" کے نام سے مشہور ہو گیا۔[13]

چوتھا حصّہ فتح مکہ سے وصال مبارک تک ہے، جن قبائل اور ریاستوں سے خارجہ تعلقات قائم کیے گئے ان کے نام درج ذیل ہیں:

- حبشہ سے خارجہ تعلقات
- احابیش قبائل سے خارجہ تعلقات
- یہود سے خارجہ تعلقات
- مصر سے خارجہ تعلقات
- بازنطینی سلطنت سے خارجہ تعلقات
- فارس سے خارجہ تعلقات
- طائف سے خارجہ تعلقات
- عمان سے خارجہ تعلقات
- چین سے خارجہ تعلقات
- قریش سے خارجہ تعلقات

اپنا سفارتی پیغام ان سلاطین کو بھیجنے کا مقصد ان کو دین حق کی دعوت دینا اور ان کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنا تھا۔ بعض اقوام نے آپ ﷺ کے سفیروں کا اکرام کیا جبکہ کچھ نے قبول نہ کیا۔ قرآن کریم کے بیان کردہ بین الاقوامی تعلقات کے اصول اور سیرت رسول کریم ﷺ کا عملی نمونہ مسلمان ممالک کے لیے بین الاقوامی تعلقات کی ترجیحات کی عمدہ شکل ہے۔ انہی ترجیحات کی پاسداری ہی اسلامی وغیر اسلامی ریاستوں کے لیے امن، عدل و انصاف، رواداری اور خوشحالی انسانیت کی نوید جاں فزا ہے۔ ان اصول وضوابط کا اطلاق دور رس نتائج کا حامل ہے کیونکہ جب تک اسلامی ریاستیں اپنے بین الاقوامی تعلقات قرآن اور سیرت طیبہ کے اصولوں پر قائم کرتی رہیں ہیں، اقوام عالم میں انہی عزت و عظمت کا نشان سمجھا جاتا رہا ہے

نتیجہ بحث

قرآن کریم کے بیان کردہ بین الاقوامی تعلقات کے اصول اور سیرت رسالت مآب ﷺ کا عملی نمونہ مسلم ریاستوں کے لیے بین الاقوامی تعلقات کی ترجیحات قائم کرنے کے لیے سنگ میل ہے۔ انہی ترجیحات کی پاسداری ہی اسلامی ریاستوں کے لیے بالخصوص اور دیگر ریاستوں کے لیے بالعموم امن، عدل و انصاف اور رواداری اور خوشحالی انسانیت کی نوید جاں فزا ہے۔ اور ان اصول وضوابط کا اطلاق دور رس نتائج کا

[13] ڈاکٹر حسین بانو، رسولِ اکرم کی سفارت کاری اور خارجہ پالیسی، کراچی، ادارہ تحقیقات سیرۃ النبی ﷺ، ۲۰۱۸ء، ص ۴۸۰۔
Dr. Hussain Bāno, Rasūl Akram kī Safārat Kārī aur Khārjah Policy, Lahore, Rāhīl Publications, 2018, p.480

حامل ہے کیونکہ جب تک اسلامی ریاستیں اپنے بین الاقوامی تعلقات قرآن اور سیرت طیبہ کے اصولوں پر قائم کرتی اور ان کی پاسداری کرتی رہیں ہیں اس تک اقوام عالم میں انہی عزت وعظمت کا نشان سمجھا جاتا رہا ہے۔اور مسلم ریاستوں کے لئے قرآن کا یہ حکم بھی رہنما اصول ہے۔ "وانتم الاعلون ان کنتم مؤ منین"یعنی اگر تم اپنے ایمانی تقاضوں کو پورا کرو تو تمہی بلند ہو۔حضور نبی اکرم ﷺ نے انٹر نیشنل لیول پر رواداری کے باوجود کہیں سے کوئی چیلنج ملا تو اسے قبول کرنے میں آپ ﷺ نے اُمّت کو کمزوری نہیں دکھانے دی اور چیلنج کو قبول کرکے اس کا بروقت سامنا کرنے پہ راغب فرمایا۔

سفارشات

ایک اسلامی ریاست قرآن اور سیرت رسول ﷺ کے ان زریں اصول سے تبھی بہرہ ور ہو سکتی ہے جب وہ درج ذیل نکات کی پیروی کرے۔

۱۔ریاست کو چاہیے کہ بین الاقوامی سطح پر تعلقات قائم کرتے ہوئے اپنے دینی اصول وضوابط اور اقدار کو پیش نظر رکھے۔

۲۔اس ضمن سیرت طیبہ سے بھرپور رہنمائی حاصل کرے اور نبی کریم ﷺ سے نے جن بنیادوں پر دیگر ممالک اور اقوام سے تعلقات قائم فرمائے ان کے پر پوری طرح کاربند ہو۔

۳۔اس ریاست کا سربراہ خود کو سیرت رسول عربی ﷺ کا عملی نمونہ بنائے۔یہاں تک کہ اس کا اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا، طرز تکلم اور اس کا ظاہر وباطن یعنی اس کے جملہ معاملات قرآن وسنت کے مطابق ڈھل جائیں۔

۴۔اسلامی ریاست کا سربراہ بلا تفریق اپنے پرائے عدل وانصاف کے قیام کو یقینی بنائے۔

۵۔اپنی ذات کے لیے کسی پروٹوکول کا خواہشمند نہ ہو اور سادگی پسند ہو۔

٦۔ایثار وقربانی اور خوف الٰہی اس کا شعار ہو۔

۷۔ریاست کے اندر سیرت کے اصول وضوابط کے مطابق عوام وخاص کو ماحول اپنانے کی ترغیب دی جائے۔